غیر مسلموں کے حقوق شریعت اور قانون کی روشنی میں اور پاکستان میں اس کا عصری اطلاق

¹قدسیہ خاکوانی

²خدیجہ بی بی

Abstract

Islam seeks to establish such a society where all citizens of the state enjoy equal rights and religion should not become the basis for any discrimination. Sharia laws hold both Muslims and non-Muslims equal and no superiority or privilege is given to the Muslims on any ground in Islamic state. Islamic state is responsible for the protection and security of minorities. If it has entered into an agreement with another nation. The protection and security of the latter also falls under its domain of responsibility. The Islamic state is responsible for the protection of lives, honor and property of the minorities. On the map of world, Pakistan was established in August 1947 as a homeland for the Muslims. It is a predominately Muslim Country but there are several religious groups within Pakistan; the Hindus and the Christian's being the biggest religious minorities. The Constitution 1973 describes Pakistan as an "Islamic republic State". It is a predominately Muslim State but there are several non-Muslims groups living here as citizens. Pakistan's Constitution stands for equality of all citizens irrespective of religion, caste, region, language and gender. Islam the state of Pakistan stands for respect, peace and toleration for all non-Muslims citizens. This paper examines the population and constitutional position of minorities in Pakistan and sharia laws. It also provides a general picture of major religious communities: the Hindus, the Christians and the Sikhs etc, who are living in Pakistan. Pakistan's religious minorities have freedom to practice their religion and

۱۔ ڈین فیکلٹی آف ریلیجنس اینڈ لیٹریچر، چیئر پرسن، شعبہ علوم اسلامیہ و تقابل ادیان، دی ویمن یونیورسٹی ملتان

۲۔ وزیٹنگ لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ و تقابل ادیان، دی ویمن یونیورسٹی ملتان

Pursue their cultural heritage.

Keywords: Minorities, Civil Right, Responsibility, Constitution, Communities, Dominantly, Civilization

موضوع کا تعارف

ایک اسلامی ریاست جس آئین اور نظام حکومت کی پابند ہوتی ہے وہ دیگر قومی و جمہوری یا لادین ریاستوں کے آئین کی طرح کسی حکمران یا پارلیمنٹ کا وضع کردہ نہیں جس میں عام طور پر عوام اور رعایا کے مفاد اور ان کی فلاح و بہبود کی بجائے حکمران پارٹی، کسی مخصوص طبقہ یا خاص فرد کے مفاد کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾¹

"دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور واضح ہو چکی ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے بندوں پر ہر قسم کے ظلم و ستم اور نا انصافی کے خاتمہ اور عدل و انصاف کے لئے اسلامی نظام حکومت کا قیام لازمی قرار دیا اور اس نظام کی باگ دوڑ انہی لوگوں کے ہاتھ میں دی جو دل و دماغ سے اس نظام کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ دین اسلام کی اسلامی حکومت یا حکمران کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ وہ اقتدار اور حکومتی اختیارات و وسائل کے بل بوتے پر انہیں (غیر مسلم) اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے۔ بلکہ وہ اس امر کا پابند ہے کہ بحیثیت ایک شہری کے اسلام نے انہیں جتنے حقوق دیئے ہیں ان کو پورا کرے اور انہیں شکایت کا ہر گز موقع نہ دے کہ محض غیر مسلم اقلیت ہونے کی بناء پر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوتے ہیں جو مسلمانوں کو ہوتے ہیں۔ حقوق میں سب سے پہلا حق "حق حفاظت" ہے جو کہ غیر مسلموں کو ہر قسم کے خارجی اور داخلی ظلم و زیادتی کے خلاف میسر ہو گا تاکہ وہ مکمل طور پر امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ پاکستان کے بعض تجدد پسند لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی قوانین کا نفاذ مسلمانوں پر تو ہو سکتا ہے مگر غیر مسلموں پر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ لوگ اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ

¹ البقرہ: 256

شرعی قوانین دراصل اسلامی ریاست کا وہ ملکی قانون ہوتا ہے جسے بلا امتیاز اپنے ملک کے تمام باشندوں پر نافذ کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اہل علم ہی جانتے ہیں کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح کا ایک مذہب نہیں ہے، بلکہ وہ ایک ایسا دین اسلام ہے جو انسانیت کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر حاوی ہوتا ہے۔ جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی ریاست کے قوانین تمام مسلم اور غیر مسلم شہریوں پر نافذ ہوتے ہیں اور غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی ہوتی ہے۔ اس مقالہ میں غیر مسلم اقلیتوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر غیر مسلم اقلیتوں کی اقسام، قرآن و حدیث کی روشنی میں اور خصوصاً پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے متعلق شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

1- غیر مسلموں کے متعلق قرآن و حدیث کا نقطہ نظر بیان کرنا

2- غیر مسلموں کی اقسام کو بیان کرنا

3- غیر مسلم رعایا (اہل الذمہ) کے متعلق اسلامی ریاست کی ذمہ داری بیان کرنا

4- پاکستان میں غیر مسلموں پر شرعی قوانین کے نفاذ کا جائزہ لینا

ہم جب اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں انسانیت سے نفرت کا درس نہیں ملتا بلکہ وحدت انسانی اور مساوات کا درس ملتا ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت مطیع و ذمی بن کر رہتے ہیں۔ جو لوگ مطیع بن کر بے ضرر ہو کر اسلامی ریاست میں قیام پذیر ہوں انہیں اسلامی اصطلاح میں اہل الذمہ کہا جاتا ہے۔ اہل الذمہ ہیں ہر قسم کے غیر مسلم لوگ شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان میں موجود غیر مسلم اقلیتوں کی بات کی جائے تو قائد اعظم محمد علی جناح نے اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق ارشادات و فرامین پیش کیے نیز وقتاً فوقتاً اقلیتوں کے متعلق قانون سازی کا جائزہ بھی لیا اور مذہبی اقلیتوں کے متعلق اسلامی رواداری کا بھرپور مظاہرہ بھی کیا۔

غیر مسلموں کی مختلف اقسام

مسلم اور غیر مسلم کی تفریق اسلام کے ماننے یا نہ ماننے کے اعتبار سے ہوئی ہے۔ غیر مسلم سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو اسلام کے دین برحق ہونے کا مجموعی طور پر یا اس کے مسلمہ عقائد اور ارکان میں سے کسی ایک کا انکار کرے۔ مجموعی طور پر انکار کرنے والے کا نام کافر ہے۔ پھر اسکے کفر اور انکار کی کیفیت کے مطابق اس کو درج ذیل نام دیا جاتے ہیں۔

اہل کتاب، شبہ اہل کتاب، کفار و مشرکین، مرتدین۔

اہل کتاب: ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید میں موجودہ سابقہ الہامی کتابوں میں سے کسی ایک پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں البتہ قرآن اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کا انکار کرتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ۔ قرآن نے ان کے لیے اہل کتاب کا لفظ استعمال کیا ہے۔

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ 2

"اے پیغمبر آپ کہہ دیں کہ اہل کتاب آؤ ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کر لیں کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں آپس میں ایک دوسرے کو خدائی کا درجہ نہ دیں اور اسکے بعد بھی یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دیجئے کہ تم لوگ بھی گواہ رہنا کہ ہم لوگ حقیقی مسلمان اور اطاعت گزار ہیں"

شبہ اہل کتاب: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن، تورات، انجیل اور زبور کو نہیں مانتے مگر خود اپنے کسی اور آسمانی کتاب پر ایمان لانے کے مدعی ہیں۔ جیسے صابی جو ایک آسمانی کتاب رکھنے کا دعویٰ کے باوجود ستاروں کو بوجتے تھے اور مجوسی یعنی پارسی جو ایک آسمانی کتاب رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے اور ساتھی سورج اور آگ اور دیگر مظاہر قدرت کی پرستش کرتے ہیں۔ ان سے نکاح کرنے اور ان کا بیچہ کھانے کی ممانعت ہے باقیں بمعاملات میں ان کے ساتھ اہل کتاب کا سلوک کیا جاتا ہے۔ علامہ سرخسی (م ۸۳۷ھ) لکھتے ہیں

"رسول اللہ ﷺ نے بعض مجوس سے جزیہ لیا تھا۔ اور اسی طرح انھوں نے ہدایت فرمائی تھی کہا انکی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبايح کی حرمت کے ماسوا دیگر امور میں مجوس کے ساتھ اہل کتاب کا سا سلوک کیا جائے"۔³

قرآن مجید میں بھی مجوس اور صائبین کا تذکرہ الگ سے کیا ہے کہ

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا
وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ
أَشْرَكُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۴﴾

"بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے یہودیت اختیار کی یا ستارہ پرست ہو گئے یا نصرانی اور آتش پرست ہو گئے یا مشرک ہو گئے ہیں خدا قیامت کے دن ان سب کے درمیان یقینی فیصلہ کر دے گا کہ اللہ ہر شے کا نگران اور گواہ ہے"

یہاں پر صابی اور مجوس کو الگ الگ کیٹگری میں شمار کیا ہے۔ صابی کے نام سے قدیم زمانے میں دو گروہ مشہور تھے ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیروکار جو بالائی عراق (یعنی الجزیرہ) کے علاقے میں اچھی خاصیت عدا میں پائے جاتے تھے اور حضرت یحییٰ کی پیروی میں اصطباغ کے طریقے پر عمل کرتے تھے۔ دوسرے ستارہ پرست لوگ جو اپنے دین کو حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور عناصر پر سیاروں کی اور سیاروں پر فرشتوں کی فرماں روائی کے قائل تھے ان کا مرکز حران تھا اور عراق کے مختلف حصوں میں ان کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔⁵

³۔ سرخسی، شمس الدین، الاثمة محمد بن احمد بن ابی سہل، المسبوط، المعرفة، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ

⁴۔ الحج، 2: 17

⁵۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، 32/20

مجوسی یعنی ایران کے آتش پرست جو روشنی اور تاریک کے دو خدا مانتے تھے اور اپنے آپ کو زرتشت کا پیروکار رکھتے تھے اور ان کے مذہب و اخلاق کو مزوگ کی گمراہیوں نے بری طرح مسخ کر کے رکھ دیا تھا حتیٰ کہ سگی بہن سے نکاح تک رواج پا گیا۔⁶

کفار و مشرکین: وہ لوگ جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کے دعویٰ دار ہیں اور وہ خدا کے ساتھ بہت سی چیزوں کو شریک ٹھہراتے تھے اور وہ اپنے آپ کو مذکورہ گروہوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں جوڑتے انہیں مشرکین کہا جاتا ہے۔ اگرچہ شرک کسی نہ کسی انداز میں مذکورہ گروہوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن ان سے نمایاں اور الگ کرنے کے لیے علیحدہ نام دیا گیا ہے۔

مرتدین: مرتدین مرتد کی جمع ہے یہاں "رتد" ارتداد سے اسم فاعل ہے اس کے لغوی معنی ہیں لوٹ جانے والا، پھر جانے والا۔ شرعی اصطلاح میں مرتد سے مراد ایسا شخص جو مسلمان ہو اور پھر اسلام سے پھر کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے۔ دوسرے لفظوں میں دین اسلام کا پیروکار، اسلام کا طریقہ چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی طرف چلا جائے تو ایسے شخص کو مرتد کہا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست کی غیر مسلم اقلیتیں

اسلامی حکومت کے ماتحت غیر مسلم اقلیتوں کی قانونی اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

1- معاہد 2- ذمی 3- مستامن

(1) معاہد

وہ غیر مسلم رعایا جو کسی معاہدہ کے ذریعے سے اسلامی حکومت کو قبول کرے اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئے یہ فقہی اصطلاح میں معاہدین کہلاتے ہیں۔ اسلامی حکومت کے زیر نگین آنے کے وقت جو بھی معاہدو طے پائیں وہ پورے کرنا لازمی ہوتے ہیں۔ معاہد! وہ غیر مسلم رعایا جو کسی عہد و پیمان کے ذریعے بغیر جنگ کئے اسلامی حکومت کے زیر نگین آجائے معاہد کہلاتی ہے۔ ابن اثیر (م ۶۳۰ھ) اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

⁶۔ مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، 3/ 210

المعاهد من كان بينك و بينه عهد و اكثر ما يطلق في الحديث على اهل الذمه وقد يطلق على غير هم من الكفار اذا صولحوا على ترك الحرب مدة ما .

"معاد یہ ہے کہ تمہارے اور اسکے درمیان عہد و پیمان ہو۔ حدیث میں اس کا زیادہ تر اطلاق ذمیوں پر ہوتا ہے ان کے علاوہ یہاں غیر مسلموں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جن سے کسی مدت تک کے لیے جنگ کی صلح ہو جائے" ⁷

ذمی

وہ لوگ یا جماعت جو اسلام کے اقتدار اعلیٰ ' سے شکست کھا کر یا کسی دوسرے عوارض کی بناء پر اپنے متوازی نظام کو چھوڑ کر اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کو قبول کر لیتی ہے اور اس کے اقتدار اعلیٰ کی سرپرستی منظور کر لیتی ہے وہ ذمی کہلاتی ہے۔ الاکثر عبد الکریم زیدان انکی تعریف یوں بیان کرتے ہیں

هم المعاهدون من انصاري واليهود وهم ممن يقيم في دار السلام

"وہ یہود و نصاریٰ اور ان کے علاوہ جو بھی دارالسلام میں اقامت اختیار کرتے ہیں" ⁸

ذمی جزیہ کی ادائیگی پر جان و مال کے تحفظ کی ضمانت حاصل کرتے ہیں، جزیہ کی تعریف ابن منظور (م ۱۱۷ھ) نے یوں کی ہے:

"والجزية ما يؤخذ من اهل الذمه وهي عبارة عن المال الذي يعقد الكتابي عليه الذمة" ⁹

⁷ ابن اثیر، مجد الدین، مبارک بن محمد الجزری، النہایم فی غریب الحدیث والاثار، دار احیاء التراث

العربی، بیروت، لبنان ۱۳۲۶ھ

⁸ عبد الکریم، زیدان، احکام الذمین المستامنین، ص ۶۷

⁹ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم افریقی، لسان العرب، دار الصادر، بیروت، لبنان، ۱۴/۱۴۷

"جزیہ کی ادائیگی کے بعد ان کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہوتی ہے۔ اور ان سے جزیہ لینے کے بعد انہیں کسی بھی طرح پریشان یا ستانے کا کوئی حق حکومت نہیں رکھتے"

یہ جزیہ صرف ان لوگوں پر ہوگا جو اہل قتال ہوں، بچے عورتیں، پانچ، بوڑھے، بیمار وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔¹⁰

مستامن

دارالحرب کے حربی یا معاہدہ جماعتوں کے اگر بعض افراد تجارتی اوقتی ضروریات کے لیے خلیفہ یا اس کے عامل کی اجازت سے دارالسلام میں آئیں اور چند روز قیام کرتے ہیں تو ان کو مستامن کہا جاتا ہے۔

حربی مستامن کے لیے ارشاد ربانی ہے کہ

﴿فَسَيُخَوِّا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِۖ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ﴾¹¹
 "لہذا کافرو! چار مہینے تک آزادی سے زمین میں سیر کرو اور یہ یاد رکھو کہ خدا سے بچ کر نہیں جا سکتے اور خدا کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے"

اہل الذمہ

اس سے مراد وہ (اقلیت) ہے جو نہ تو جنگ کے ذریعہ اور نہ ہی صلح یا معاہدہ کے ذریعہ اسلامی حکومت کی رعایا بنے ہوں، بلکہ کسی بھی دوسری صورت میں اسلامی قلم رو میں شامل ہوئے ہوں، مثلاً ہجرت کر کے یہاں آباد ہوتے ہوں یا تجارتی مقاصد سے آتے ہوں اور وہیں آباد ہو گئے ہوں تمام اہل الذمہ جو کسی بھی مسلمان حکومت کے شہری ہوں ان کے لیے فقہائے اسلام نے حقوق متعین کر دیے ہوں۔ اما م یوسف نے ہارون کو اقلیتوں کے بارے میں لکھا

¹⁰۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، المجلد ۱، سید

کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ / دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ

¹¹۔ التوبہ: 2:9

"ان پر ظلم نہ کیا جائے اور نہ ہی انہیں تکلیف دی جائے۔ ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے" ¹²

قرآن وحدیث کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق

قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے آخری پیغام ہے یہ احترام انسانیت اور احترام مذہب کا درس دیتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾ ¹³

"اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا

ہے اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ ¹⁴

"آپ عفو کا راستہ اختیار کریں نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی کریں"

قرآن مجید میں غیر مسلموں کے ساتھ عفو درگزر، روا دار یا درخیر خواہی پر مبنی رویے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْغِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ ¹⁵

¹²۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، قاضی، (کتاب الخراج، دار المعرفۃ بیروت، لبنان ۱۳۹۹ھ

¹³۔ الاسراء: 70

¹⁴۔ انعام: 108

¹⁵۔ الحجر، 85:15

"اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کو برحق پیدا کیا ہے اور قیامت بہر حال آنے والی ہے لہذا آپ ان سے خوبصورتی کے ساتھ درگزر کر دیں"

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ

﴿الَّذِينَ إِذْ آصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ 16

"جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس

جانے والے ہیں"

سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے کہ

﴿ذُغْ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ بِمَا عَمِلُمْ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ 17

"آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکم تاوڑاچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس

طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے کہ آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس

کے راستے سے بہک گیا ہے اور کون لوگ ہدایت پانے والے ہیں"

قرآن مجید میں غیر مسلموں سے رواداری، ہمدردی، معافی اور خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کا ذبیحہ حلال

ہے اور ہم ان کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں اور یہ عمل بغیر معاشرتی روابط اور دوستانہ مراسم کے ممکن نہیں ہے۔

سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں غیر مسلموں سے سلوک

16۔ البقرہ، 2: 156

17۔ النحل، 125: 16

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ ﷺ کے اسوہ کو بہترین اسوہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ 18

"مسلمانو! تم میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے"

آپ ﷺ دور نبوت کے مکمل بے بسی اور مکمل اختیار دونوں زمانوں میں غیر مسلموں سے ہمیشہ اچھا سلوک کیا، کی دور میں آپ ﷺ پر ظلم و ستم کی انتہا کی گئی آپ ﷺ کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا۔ اسکے جواب میں کبھی بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک پر نازیبا کلمات یا بدعا کے الفاظ نہیں آئے۔ مدنی دور میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غلبہ دیا تو آپ ﷺ نے کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ غیر مسلموں سے حسن سلوک اور معافی کے بے شمار واقعات کتب احادیث و سیر میں موجود ہیں۔ غیر مسلموں کے جو بیرونی و فودنی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے ان کی خدمت خود آپ ﷺ کرتے، چنانچہ جب مدینہ منورہ آپ ﷺ کی خدمت میں حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کی مہمان نوازی خود اپنے ذمہ لی اور فرمایا:

"یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لیے ممتاز اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں

بذات خود ان کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کروں"

جن غیر مسلموں نے آپ ﷺ کے ساتھ معاہدے کیے یا آپ ﷺ کے ماتحت ذمی رہنا پسند کیا آپ ﷺ نے کبھی ان کے ساتھ دوسرے درجے کے شہری کا سا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ان سے کیے ہوئے معاہدات کو نبھایا اور اگر ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوتی تو مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے بغیر ان کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا جاتا۔

ملکی حقوق میں مسلمانوں اور ذمیوں کی برابری

حضرت عمرؓ نے ملکی حقوق کے لحاظ سے ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی تمیز روانہ رکھی تھی۔ ذمیوں سے جزیہ اور عسور کے سوا کسی قسم کا محصول نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ غیر مسلموں کو ملکی عہدے دیئے

گئے۔ ایک بار بہت سے عیسائی قیدی آئے تو حضرت عمرؓ نے بعض کو مکتب میں داخل کر دیا۔ ابوزید نامی ایک عیسائی کو انہوں نے عامل بھی مقرر کر دیا۔¹⁹

بیت المال سے اپانچ اور ضعیف مسلمانوں کی طرح غیر مسلم کو بھی وظیفہ دیئے جاتے تھے۔ بیت المال کے دروغہ کو یہ لکھ بھیجی قرآن مجید کی آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ فقراء کا لفظ مسلمان، مسکین کا لفظ سے اہل کتاب یہودی اور عیسائی مراد ہیں۔ اور اس کی مثال حضرت عمرؓ نے ایک نہایت بوڑھے شخص کا جزیہ معاف اور وظیفہ جاری کر کے دی۔

جزیہ کی وصولی میں رعایت

ان تمام حقوق کے مقابل میں مسلمانوں کو جزیہ کی خفیف سی رقم ملتی تھی۔ جو فوجی حفاظت کا معاوضہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے زمانے میں قائم رکھا۔ چنانچہ ایک بار ان کو چند جزائی عیسائی نظر آئے تو بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ ایک بار حضرت عمرؓ شام کے سفر سے واپس آرہے تھے، راستے میں دیکھا کہ کچھ لوگ دھوپ میں کھڑے کئے گئے ہیں اور ان کے سر پر زیتون کا تیل ڈالا جا رہا ہے، وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ ناداری کی وجہ سے جزیہ نہیں دیتے فرمایا چھوڑ دو میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو جو لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ خدا ان کو قیامت میں تکلیف دیتا ہے۔²⁰ ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔²¹

مذہب کے حوالے سے مکمل آزادی

عہد فاروقی میں ذمیوں کو مذہب کی مکمل آزادی تھی وہ ہر قسم کی مذہبی رسوم ادا کرتے تھے۔ ہر قسم کے میلے ٹھیلے نکالتے تھے۔ سند داری میں ہے کہ حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ رسول ﷺ کی خدمت میں لائے اور لا کر پڑھنے لگے۔²² اسد الغابہ میں ہے کہ تورات کا یہ نسخہ ان کے ایک یہودی دوست جو بنو قریظہ کا تھا۔ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا غیر مسلموں سے ہونے والے تمام معاہدات میں مذہبی آزادی کی باقاعدہ شق رکھی جاتی رہی۔

ذمیوں کی عزت نفس کا خیال

¹⁹۔ ابویوسف، امام، کتاب الخراج، ص ۱۰۹

²⁰۔ ندوی، مولانا عبد السلام، سورہ صحابہؓ، ج دوم، ص ۱۰۸

²¹۔ داری، عبد الرحمن سنن داری، ج دوم، ص ۵۶۲

²²۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، از الت الخفاء، ص ۲۰۳

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ذمیوں کی عزت نفس کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اور ان کی نسبت کسی قسم کی تحقیر کو نہایت ناپسندیدہ خیال کیا جاتا تھا۔ عمر بن سعد جو حمص کے حاکم تھے اور زہد و تقدس میں تمام عہدہ داران میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان سے ایک مرتبہ ایک ذمی کے لیے یہ الفاظ نکل گئے اخذ اللہ یعنی اللہ تجھے رسوا کرے اس پر انہیں اس قدر ندامت اور افسوس ہوا کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور کہا کہ اس نوکری کی بدولت مجھ سے یہ حرکت ہوئی۔²³

ذمیوں کا مسلمانوں کی حمایت کرنا

عہد فاروقی میں ذمیوں کے ساتھ جو حسن سلوک کیا گیا اور انہیں لطف مراعات سے نواز گیا۔ اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ذمیوں کے بسا اوقات اپنی مذہب سلطنتوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا ساتھ دیا اس کو رسد فراہم کی ان کے لیے خبر رسانی تک کا کام سرانجام دیا۔ ذمیوں میں مسلمانوں کے حسن سلوک کی وجہ سے اس قدر انس اور اخلاص مروت کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ جنگ یرموک کے پیش آنے کے وقت جب مسلمان شہر حمص سے نکلے تو یہودیوں نے تورات ہاتھ میں لے کر کہا ”اب تک ہم زندہ ہیں کبھی رومی یہاں نہ آپائیں گے۔ عیسائیوں نے نہایت حسرت سے کہا خدا کی قسم تم رومیوں کی بہ نسبت کہیں بڑھ کر ہمیں محبوب ہو۔“

غیر مسلموں سے حسن سلوک

حضرت عمر فاروقؓ دمشق کی طرف جاتے ہوئے نصاریٰ کی جماعت سے گزرے جو جزام میں مبتلا تھی آپ نے اسے دیکھ کر یہ حکم دیا کہ ان لوگوں کو صدقات میں سے کچھ دیا جائے اور ان کے لیے معاشی مدد کی جائے۔²⁴

حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے لشکر کے کمانڈروں کے نام یہ تحریری ہدایت بھیجی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کریں حرب متحارب کو قتل کریں جو بالغ ہوں۔ انہوں نے لشکروں کے سربراہوں کو یہ ہدایت نامے بھی جاری کیے کہ ذمیوں پر جزیہ عائد کرو لیکن عورتوں اور بچوں پر جزیہ نہ لگاؤ۔ جزیہ ان پر لگاؤ جو بالغ ہوں۔²⁵

ایک معذور یہودی کی کفالت

²³ - شبلی نعمانی، الفاروق، ج اول، ص ۲۸۸

²⁴ - بلاذری، احمد بن یحییٰ بن الشہیر، فتوح البلدان، طبع دوم، ص ۲۹۲

²⁵ - ابو عبیدہ قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مترجم عبدالرحمن طاہر، ج دوم، ص ۵۴

امام ابو یوسف روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو بھیک مانگتے دیکھا۔ یہ بوڑھا آدمی تھا اس کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ آپؓ نے پیچھے سے اس کے بدن کو ٹھونکا اور پوچھا تم کس مذہب کے ہو اس نے جواب دیا میں یہودی ہوں۔ آپؓ نے پوچھا کس چیز نے تمہیں ایسا کرے پر مجبور کیا اس نے جواب دیا بڑھاپے کی حاجت مندی اور جزیہ کے باعث بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر سے لاکر کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خازن کو بلوایا اور ان سے کہا اسکا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھا کرو۔ کیونکہ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ان کی جوانی میں ہم نے ان سے جزیہ وصول کیا اور بڑھاپا آئے تو بے سہارا چھوڑ دیں۔²⁶

مقوقسیہ وہی مقوس ہے جسے عہد نبویؐ میں رسول کریم ﷺ نے دعوت اسلام کا خط لکھا تھا۔ جب وہ مصر کا گورنر تھا۔ غلام عام طور پر اپنے آقاؤں کے حکم کے تابع ہوتے ہیں۔ مگر اسلام نے ان غلاموں کو بھی مذہب کے معاملے میں آزادی عطا فرمائی کہ وہ مذہب اختیار کرنے میں اپنی صوابدید سے فیصلہ کریں اس بارے میں ان پر کوئی جبر روا نہیں رکھا گیا۔ حضرت عمرؓ کا ایک نصرانی غلام تھا آپ اس پر اسلام پیش کرتے وہ قبول کرنے سے انکار کرتا۔ آپ فرمادیتے خیر تیری مرضی اسلام جبرے سے روکتا ہے۔²⁷ قیدیوں میں کسی کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی حنین کے اسیروں کو۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں مصر کے ایک شہر بلیب سے بہت سے قیدی ہاتھ آئے اسکندریہ کے رئیس نے عمرو بن العاص سے ان اسیروں کی واپسی کی درخواست کی۔ عمرو بن العاص نے وہ درخواست حضرت عمرؓ کے پاس ارسال کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا جواب ارسال فرمایا جس میں مذہبی آزادی کے متعلق تحریر فرمایا اسکندریہ کے رئیس سے اس شرط پر جزیہ قبول کرنے کو کہا کہ اسیروں کو ہمارے قبضے میں ہیں انہیں اسلام قبول کرنے یا اپنے قدیم مذہب پر رہنے کا اختیار دیا جائے ان میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے اس کا معاملہ پہلے مسلمانوں کی مانند ہے کہ ہماری جانب سے ان پر کوئی شرط عائد نہ ہوگی اور ان اسیروں میں سے جو شخص قدیم مذہب پر رہنا چاہے اس کی خوشی۔ اسے آزاد کر دیا جائے مگر دوسروں کی مانند جزیہ ادا کرنا ہوگا۔²⁸

نعمان بن مقرنؓ نے اہلیان ماہ بہر اذان کو جو امان نامہ عطا فرمایا۔ اس کے دو دفعات میں سے ایک مذہب کے متعلق ہے کہ انہیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔²⁹ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے ماہ دنیا کے باشندوں کو بھی مذہب کے متعلق ایسی ہی تحریر عطا فرمائی کہ انہیں نہ تو ان کے مذہب سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے

²⁶ ابو یوسف، امام، کتاب الخراج، ص ۳۱۱

²⁷ ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر القرآن، ج اول، ص ۳۵۳

²⁸ حمید اللہ، ڈاکٹر، سیاسی وثقیفہ جات، (مترجم ابو یحییٰ امام خان)، ص ۳۱۶

²⁹ ایضاً، ص ۲۶۵

تعرض کیا جائے گا۔ حضرت علیؓ ذمیوں کے معاشی حقوق کا اس قدر خیال رکھتے تھے ایک عامل قرظہ بن کعب انصاری کو لکھا۔³⁰ تمہارے علاقے کے ذمیوں نے درخواست دی ہے کہ ان کی ایک نہریٹ کر مٹ گئی ہے۔ جس کا بنانا مسلمانوں کا فرض ہے تم اسے دیکھ کر درست کر کے آباد کر دو۔ میری عمر کی قسم مجھے اس کا آباد ہونا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے وہ ملک سے نکل جائیں یا عاجز و درماندہ ہو جائیں یا ملک کی بھلائی میں حصہ لینے کے قابل نہ ہوں۔³¹ اہل عجم سے حضرت علیؓ کی محبت اور لطف کرم کا برتاؤ اس قدر اعلیٰ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اس عربی نے نوشیر واں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

عدل و مساوات

آپؐ کے دور میں امیر غریب بلا امتیاز مذہب سب برابر تھے۔ اگر آپؐ خود کسی مقدمہ میں فریق ہوتے تو آپؐ کو بھی عدالت میں ہونا پڑتا تھا۔ اور عدالت اس قدر آزاد تھی کہ عدالتی تقاضوں کی عدم فراہمی پر خلیفہ تک کے خلاف بے باک فیصلہ دے دیتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی زرہ ایک نصرانی کے ہاتھ لگی۔ حضرت علیؓ نے اسے دیکھ کر پہچانا اور قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ نصرانی کا دعویٰ تھا کہ وہ زرہ اس کی ہے۔ قاضی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپؐ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میرا غلام قنبر اور میرے دونوں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ میرے گواہ ہیں۔ قاضی نے کہا باپ کے معاملے میں بیٹوں کی گواہی قبول نہیں ہوتی اور اس نصرانی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہودی اسلام کے عدل کی معراج دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اس پر یہودی نے بے ساختہ کہا۔ امیر المومنین نے مجھے قاضی کے حضور پیش کیا اور قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا؟ میں گواہی دیتا ہوں آپؐ سچے ہیں اور نصرانی آپؐ کے عدل کی وجہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔³²

آپؐ کے پاس ایک مقدمہ آیا۔ جس میں قاتل مسلمان تھا اور مقتول غیر مسلم تھا آپؐ نے قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا۔ مقتول کے وارثوں نے دیت لے کر چھوڑ دینا چاہا تو دیت دلادی جو مسلمان کی دیت کے برابر تھی تو آپؐ نے فرمایا۔ غیر مسلم ہماری ذمہ داری میں ہے، اس کا خون ہمارے خون جیسا ہے اس کی دیت بھی ہماری یعنی مسلمانوں کی دیت کے برابر ہے۔³³ امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجوس اور مشرکین کا تیار شدہ کھانا جس کا کسی ذبیح سے کوئی تعلق نہ ہو تو ایسا کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حرمت ذبیح شدہ جانور کے ساتھ مخصوص ہے۔ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے۔³⁴

³⁰ - یعقوبی، احمد بن یعقوب، تاریخ یعقوبی، بیروت (مترجم: اختر فتح پور) ج دوم، ص ۱۵۴

³¹ - ندوی، رشید اختر، تہذیب تمدن اسلامی، ص ۱۹۳-۱۹۴

³² - صابی، علی محمد، سیدنا علیؓ، دار السلام، ص ۷۸

³³ - بیہقی، حسین بن علی، سنن کبریٰ، ج ۱۸، ص ۳۴

³⁴ - صابی، علی محمد، سیدنا علیؓ، دار السلام، ص ۴۱۷-۴۱۶

حسن سلوک کا اعتراف غیر مسلموں کی نظر میں

خلفائے اسلام کے غیر مسلموں کے برتاؤ کے سلسلے میں مولوی نور احمد نے انگریز مورخ فتنے کا نظریہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

”مسلمانوں کے عہد حکومت میں غیر مسلموں کو زبردستی اسلام قبول کروانے کے لیے کوئی منظم کوشش نہیں ہوئی۔ عیسائیت کے خاتمے کی غرض سے باقاعدہ ظلم و ستم روا نہیں رکھا گیا ایشیا میں آج تک عیسائیوں کی عباد گاہوں کا قائم رہنا اس عام رواداری کا زبردست ثبوت ہے جو اسلام حکومتوں نے اپنی غیر مسلم رعایا کے لیے روا رکھی ہے۔“³⁵

رابرٹس اپنی تاریخ چالس پنجم میں لکھتے ہیں۔

”وہ مسلمان تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری ملی ہوئی تھی ایک طرف تو وہ اپنے پیغمبر کے دین کو بھلاتے۔ دوسری طرف ان اشخاص کو جو اسے قبول نہیں کرتے اپنی اصلی ادیان پر قائم رہنے دیتے تھے۔“³⁶

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر شرعی قوانین کا نفاذ

اسلام دین امن ہے اور یہ معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کو خواہ وہ غیر مسلم ہوں، جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوتے ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ فقہائے اسلام کے نزدیک اسلامی ریاست کا ملکی قانون کو ان کے شخصی قانون پر عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا شرعی قانون ہے۔ اور یہ سزا جیسے مسلمانوں پر نافذ ہوتی ہے ویسے ہی غیر مسلموں پر بھی نافذ ہوتی ہے۔ غیر مسلم چوری کا ارتکاب کرے گا تو وہ بھی یہی سزا پائے گا۔

فقہائے احناف غیر مسلموں کو معاملات سے متعلق اسلامی شریعت کے احکام کا پابند قرار دینے کے لیے بالعموم ایک قانونی نوعیت کا استدلال پیش کرتے ہیں جو یہ ہے کہ غیر مسلم ’عقد ذمہ‘ کے تحت مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے

³⁵ - نور احمد مولوی، مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے (مترجم رحمان مذہب)، ص ۱۵۰-۱۵۱

³⁶ - کرن محمد (مترجم محمد عاصم بٹ)، ص ۳۴۰

اسلامی ریاست کا باشندہ بننا قبول کرتے ہیں اور اس طرح اس معاہدے کی رو سے اس امر کے پابند ہو جاتے ہیں کہ معاملات سے متعلق احکام و قوانین میں ان پر اسلامی شریعت کے احکام نافذ کیے جائیں۔³⁷

اس استدلال پر ہمارا اشکال یہ ہے کہ عہد صحابہ میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہونے والی عظیم ترین اسلامی سلطنت کے بیش تر حصوں میں آباد غیر مسلموں کے ساتھ معاہدات ذمہ خود صحابہ ہی کے دور میں طے پا گئے تھے، لیکن اس دور میں غیر مسلموں کے ساتھ کیے جانے والے جن معاہدات کی تفصیل تاریخ میں محفوظ ہے، ان میں سے کسی میں بھی یہ شرط عائد نہیں کی گئی کہ غیر مسلم اپنے قانونی و معاشرتی معاملات میں اسلامی شریعت کے احکام کے پابند ہوں گے۔ ان معاہدات میں جن شرائط کا ذکر ملتا ہے، وہ بالعموم حسب ذیل تھیں:

۱۔ اہل ذمہ پابندی کے ساتھ سالانہ جزیہ ادا کرتے رہیں گے۔

۲۔ مسلمانوں کے مقابلے میں دشمن کا ساتھ نہیں دیں گے۔

۳۔ اپنے علاقے میں آنے والے مسلمانوں کو قیام و طعام کی مناسب سہولیات فراہم کریں گے۔

۴۔ اپنے اور مسلمانوں کے مابین معاشرتی امتیاز کو قائم رکھیں گے اور اسے مٹانے کی کوشش نہیں کریں گے۔

نہ صرف یہ کہ ان معاہدات میں اس قسم کی کسی شرط کا ذکر نہیں ملتا، بلکہ معاہدہ ذمہ کی حقیقی نوعیت کے حوالے سے خود صحابہ کرام کا فہم اور تاثر اس کے بالکل برعکس منقول ہے۔ چنانچہ کعب بن علقمہ روایت کرتے ہیں کہ عرفہ بن حارث کنذی رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نصرانی گزرا۔ انھوں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر دی۔ عرفہ نے زور سے مکا مار کر اس کی ناک توڑ دی۔ معاملہ حضرت عمرو بن العاص کے سامنے پیش کیا گیا تو عمرو نے کہا کہ ہم نے تو ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا ہے۔ عرفہ نے کہا: اس بات سے اللہ کی پناہ کہ ہم نے ان کے ساتھ کھلم کھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان میں گستاخی کی اجازت دینے پر معاہدہ کیا ہو

"انما اعطيناہم علی ان نخلی بینہم و بین کنائسہم یقولون فیہا ما بدا لہم وان لا نحملہم ما لا یطیقون وان ارادہم عدو قاتلناہم من ورائہم ونخلی بینہم و بین احکامہم الا ان یاتوا راضین باحکامنا فنحکم

سرحدی، المبسوط ۵/ ۱۲، ۳۸ / ۱۲، ۱۰۶ / ۲۲، ۹۳ / ۲۷، ۱۳۱ / ۲۸، ۱۳۳ / ۹۳۔

بينهم بحکم اللہ وحکم رسولہ وان غیبوا عنا
لم نعرض لہم فیہا قال عمرو صدقت" 38
"ہم نے تو ان کے ساتھ بس اس بات کا معاہدہ کیا ہے کہ ہم ان کے اور ان کی عبادت گاہوں کے مابین حائل
نہیں ہوں گے، یہ اپنی عبادت گاہوں میں جو چاہیں کہتے رہیں اور یہ کہ ہم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ
نہیں ڈالیں گے اور یہ کہ اگر دشمن ان پر حملہ آور ہو گا تو ہم ان کے دفاع میں لڑیں گے اور یہ کہ ہم انھیں
اپنے (مذہبی) احکام پر عمل کی آزادی دیں گے۔ ہاں، اگر وہ ہمارے (مذہبی) احکام پر راضی ہو کر ہمارے پاس
آئیں تو ہم ان کے مابین اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیں گے، لیکن اگر وہ اپنا معاملہ
ہمارے پاس نہ لائیں تو ہم ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ عمرو بن العاص نے یہ سن کر کہا کہ تم نے
درست کہا۔"

عہد نبوی اور عہد صحابہ کی تاریخ کے مطالعے سے اس باب میں جو عام اور معمول بہ طریقہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ
اگر کسی علاقے کے غیر مسلم باشندوں نے محض جزیہ کی ادائیگی پر آمادگی ظاہر کر دی تو وہاں کے سابقہ قانونی انتظامات کو برقرار رکھا
گیا اور ان کے معاشرتی یا تعزیریاتی قوانین کو منسوخ کر کے اسلامی احکام کی تنفیذ کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ مزید برآں اس امر کی
کوئی عملی شہادت بھی عہد صحابہ کے عدالتی فیصلوں میں نہیں ملتی کہ غیر مسلموں پر اسلامی قوانین کو نافذ کرنے کا التزام کیا گیا ہو، بلکہ
اس کے برعکس امام زہری خیر القرون کا تعامل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"مضت السنۃ ان یردوا فی حقوقہم ومواریتہم
الی اہل دینہم الا ان یاتوا راغبین فی حد
نحکم بینہم فیہ فنحکم بینہم بکتاب
اللہ" 39

"طریقہ یہ چلا آ رہا ہے کہ اہل ذمہ کو ان کے باہمی حقوق اور وراثت کے معاملات میں فیصلے کے لیے ان کے
اہل مذہب کے پاس بھیجا جائے۔ ہاں اگر کسی فوج داری مقدمے میں وہ از خود اپنی خواہش سے ہماری طرف
رجوع کریں تو ہم اللہ کی کتاب کے مطابق ان کے مابین فیصلہ کر دیں گے۔"

38- بیہقی، السنن الکبریٰ، رقم ۱۸۳۹۰-المجم الکبیر ۱۸/۲۶۱، رقم ۶۵۴

39- مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۰۰۰۷

گویا حدود کے معاملے میں بھی ان کا از خود اسلامی عدالت سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ صحابہ اور تابعین کے آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان نے ایک مسیحی عورت سے زنا کیا تو سیدنا علی نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ مسلمان پر تو حد جاری کی جائے، جبکہ عورت کو اس کے اہل مذہب کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں جو فیصلہ کرنا چاہیں، کر لیں۔ 40

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہیں اور انہیں تحفظ بھی فراہم کی جاتا ہے وہ آزادانہ اپنی مذہبی و معاشرتی رسومات ادا کرتے ہیں اس ملک میں جہاں کہیں غیر مسلم رہتے ہیں وہ بالکل محفوظ ہیں ان پر کوئی جبر و تشدد نہیں ہوتا غیر مسلم اپنے مذہبی تہوار بھی بلا خوف و خطر جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پوری دنیا کی بہ نسبت پاکستان میں اقلیتیں سب سے زیادہ محفوظ ہیں تمام مذاہب اور قوانین میں اقلیتوں کو سب سے زیادہ تحفظ اسلام نے دیا ہے اور جتنا تحفظ اسلام نے دیا ہے اس کے مطابق یہاں اقلیتیں بالکل محفوظ ہیں۔

پاکستان میں اقلیتوں کی مکمل تحفظ اور آزادی

ملک بھر میں اقلیتوں کے قومی دن کے موقع پر ہندو، سکھ اور عیسائی برادری سے تعلق رکھنے والے افراد نے گر جاگھروں میں اور مندروں میں خصوصی تقریبات کا انعقاد کیا ملک کی تاریخ میں سابق صدر آصف زرداری نے پہلی بار 11 اگست کو منیاریٹی ڈے منانے کا اعلان کیا تھا جسے ہر سال اقلیتی برادری منیاریٹی ڈے کے طور پر جوش و خروش سے مناتی ہے۔

قائد اعظم نے 11 اگست کو اپنی تقریر میں اقلیتوں کے بارے میں فرمایا

"آپ آزاد ہیں آپ آزاد ہیں اپنے مندروں میں جانے کے لئے آپ آزاد ہیں اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے

اور ریاست پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لئے آپ کا تعلق کسی بھی مذہب ذات یا نسل

سے ہو ریاست کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں 11"

اگست کی تقریر یہ بتاتی ہے کہ جب نئی ریاست کی تشکیل ہو رہی تھی تو ریاست کے بانی کے ذہن میں اس کا نقشہ کیا ہے وہ اسے کیسی ریاست بنانا چاہتے ہیں قائد اعظم نے اس تقریر میں پاکستانیت پر زور رکھا ہے اور یہ بتایا کہ لوگ اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں اور کسی مذہب سے ریاست کو کوئی سروکار نہیں ہو گا۔

40- بیہقی، السنن الكبرى، رقم ۱۶۸۹۸- الطوسی، تہذیب الاحکام ۱۵/۱۰- الاستبصار ۴/۲۰۷

یوم اقلیت کے موقع پر وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی نے اپنے پیغام میں اقلیتوں کو یقین دہانی کروائی ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائد اعظم محمد علی جناح کے غیر مسلم شہریوں سے کئے گئے وعدے پورے کرے گی ہم پاکستان کو ایسا روادار معاشرہ بنائیں گے جہاں ہر شہری کے حقوق محفوظ ہوں۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے کہا "آج بھی ہماری اقلیتیں تعمیر وطن میں اپنا بھرپور حصہ ڈال رہی ہیں"

پیپلز پارٹی کے چیئر میں بلاول بھٹو زرداری نے کہا

"پیپلز پارٹی بانی قوم کی جانب سے بیان کردہ نظریہ پاکستان کی اصل مشعل برادر ہے"

نتائج تحقیق

زیر تحقیق مقالہ میں غیر مسلموں کے حقوق، قرآن و سنت کی روشنی میں اور فقہاء کرام کے دلائل اور پاکستان میں غیر مسلم کے حقوق سے یہ نتائج نکلتے ہیں

- 1- اسلامی ریاست کو قیام محض انسانی فلاح و بہبود کا حصول ہے۔
- 2- تمام انسانی حقوق کا تحفظ شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔
- 3- اسلامی ریاست کے ہر شہری کے لئے انصاف فراہم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔
- 4- اسلامی ریاست میں بسنے والے ہر شہری کو ظلم و ستم سے بچانا حکومت کا کوئی احسان نہیں بلکہ فرض ہے۔
- 5- اسلامی ریاست جب کسی قوم سے معاہدہ کرتی ہے تو قرآن و سنت کی روشنی میں اس معاہدے کو پورا کرتی ہے۔
- 6- اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہریوں کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں گے۔
- 7- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں سے جو جزیہ کے نام سے ٹیکس لیا جاتا ہے وہ ان کے تحفظ کے عوض ہوتا ہے ناکہ کفر پر قائم رہنے کی بناء پر۔
- 8- اسلام میں انسانی حقوق خالق کائنات کے عطا کردہ ہیں ناکہ کسی حکومت کے۔ اس لئے انہیں کسی شرعی عذر کے بغیر منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔